مشائخِ کرام کی خدمت میں

ایک عاجزانہ اور درمندانہ درخواست

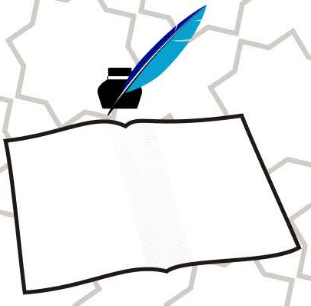

سید شبیر احمد کاکاخیل

خادم سلوک وطریقت

خانقاہ امدادیہ راولپنڈی

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

ٱللَّهُ يَجۡتَبِيٓ إِلَيۡهِ مَن يَشَآءُ وَيَهۡدِيٓ إِلَيۡهِ مَن يُنِيبُ ۝

اللہ جسے چاہتا ہے اپنی بارگاہ میں برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اُس کی طرف رجوع کرے اُسے اپنی طرف کے رستے پر چلادیتا ہے۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی جدید ترتیب

سید شبیر احمد کاکاخیل

مسترشد حضرت مولانا محمد اشرف سلیمانیؒ

خلیفہ مجاز

حضرت صوفی محمد اقبال مدنیؒ

حضرت احمد عبدالرحمٰن صدیقی مدظلہ

حضرت سید تنظیم الحق حلیمیؒ

حضرت مولانا عبدالغفار مدظلہ

حضرت ڈاکٹر فدامحمد مدظلہ

حضرت حاجی عبدالمنان مکی صاحب مدظلہ

حضرت سید میاں بشیر کاکاخیل مدظلہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم

الحمد للّٰہ الذی ھدٰنالھٰذا و ما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللّٰہُ لقد جاءَت رسل ربنا بالحق وَ ختَمَھم بافضلھم و اکملھم محمدالذی جاءَ بالصدق صلوَات اللّٰہ سبحانہ و برکاتہ و تحیاتہ علیہ و علیٰ آلہ وعلیھم و علیٰ من تابعھم اجمعین الیٰ یوم الدین -

تصوف ایک بابرکت تجرباتی اصلاحی نظام ہے۔مشورے میں اور خود احتسابی میں بھی چونکہ اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے اس لئے ان کے استعمال سے اس کی برکت بڑھ جاتی ہے۔ اگر عقلاً بھی دیکھا جائے تو تجرباتی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھانے سے اس کی افادیت بڑھ جانی چاہیئے۔اس طرح اس میں ممکنہ غلطیوں سے بھی بچا جاسکتا ہے۔

چونکہ تصوف کا مقصد ہر جگہ ایک ہے اور اس میں کہیں بھی غلطی ہو تو اس سے دوسرے مشائخ بھی متاثر ہوسکتے ہیں ۔اس لئے آج کل کے دور میں ، آپس میں رابطے کے مؤثر ذرائع سے استفادہ کرتے ہوئے باہمی مشورے کا ایک معقول نظام قائم کرنا مفید ہوگا۔اس کے ذریعے اگر باہمی مشورے سے ایسے اصول و قواعد بنائے جائیں جن کو مشائخ قبولیت کا شرف بخشیں اور ان پر یکساں عمل سے ہم ایسی غلطیوں سے بچ جائیں جن کی وجہ سے لوگوں میں تصوف کے بارے میں منفی رائے قائم ہو۔

یہاں پر تصوف کے دشمن نمبرا یعنی شیطان کے مغوی مخالفینِ تصوف کی طرف اشارہ نہیں بلکہ صرف ان لوگوں کی بات ہورہی ہے جو ہماری اپنی غلطیوں سے تصوف سے متنفر ہوسکتے ہیں۔بصورت دیگر ہم مخلصین کو بھی ان زائغین کا ساتھی بناسکتے ہیں۔

زیرِ نظر تحریر اس سلسلے کا پہلا ڈرافٹ ہے جو چند مخلص ساتھیوں کے مشورے سے احقر نے تیار کیا ہے ۔یہ حتمی نہیں بلکہ صرف مسئلے کو واضح کرنے اور اس کے ایک ممکن اور مناسب حل کے طور پر مشائخ کے سامنے لایا جارہاہے۔ آگے جو مشائخ کرام بہتر سمجھیں گے اس پر عمل ہو گا انشاءاللہ۔ تحریر درج ذیل ہے۔

آج کل ہم جس فتنے کے دور سے گزر رہے ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں۔اس میں بعض دفعہ ہماری ایک چھوٹی سی غلطی اُمت کو بہت مہنگی پڑ سکتی ہے۔اس لیے ایسی غلطیوں سے بچنے کے لیے پوری کوشش کرنا ضروری ہے۔ہم بے شک کتنے ہی اخلاص سے یہ غلطی کریں لیکن اس کے بُرے اثرات سے بچنا بعض دفعہ بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ تمام اصلاحی سلسلے ، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک تجرباتی ہیں اور تجرباتی ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش جاری رہنی چاہیے۔ چاہے یہ مثبت ہوں یا منفی ۔ بصورت دیگر خوش فہمی میں ہم اپنا اور دوسروں کا بہت نقصان کرسکتے ہیں ۔کوئی بھی اصلاحی کوشش ہو اس میں دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اس سے مطلوبہ نتائج حاصل ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر نتائج نہیں مل رہے تو ان کو حاصل کرنے کے لیے کیا کیا تبدیلیاں ضروری ہیں، ان کی فکر ہمارا فرض منصبی ہے ۔

کافی عرصہ سے محسوس کیا جارہا ہے کہ بعض چیزوں سے غفلت برتی جارہی ہے جس کے آج کل بعض بھیانک نتایج برآمد ہونے لگے ہیں ۔ ان میں ایک بات جس کی طرف نشاندہی بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انعکاسی نسبت کی حالت میں اجازتیں دی جارہی ہیں ۔ایسی صورت میں چونکہ تکمیل ابھی نہیں ہوئی ہوتی ہے اس لیے جب شیخ فوت ہوجاتا ہے یا شیخ سے کوئی دور چلا جائے تو نفسانی تقاضے واپس آجاتے ہیں ۔اس کے بعد اپنی اس حیثیت سے نفسانی خواہشات پوری کی جاتی ہیں۔لوگ چپ ہوتے ہیں کہ پیر صاحب ہیں اس لیے ضرور کوئی اس میں حکمت ہوگی اس لیے بات بڑھ رہی ہوتی ہے اور اپنی اصلاح

کی فکر نہ ہو تو لاعلاج حالت تک بات پہنچ جاتی ہے۔اس طرح اچھا بھلا سلسلہ نہ صرف بدعات اور رسومات کی زد میں آجاتا ہے بلکہ بعض ایسی باتیں کھلم کھلا ہونے لگتی ہیں جن کو دور کرنے کے لیے بھی مشائخ سے رجوع کرنا پڑتا ہے لیکن جب لوگ تصوف کے داعیوں کو بھی ان باتوں میں مبتلا دیکھیں تو وہ پھر کہاں جائیں۔ اس طرح تیس چالیس سال کے بعد وہ اہل حق کا سلسلہ رہتا ہی نہیں ۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے پہلے ہی اس مسئلے کی طرف توجہ دلا دی تھی اور اپنے عظیم تحقیقی مکتوب نمبر 287 میں اپنے بھائی حضرت میاں غلام محمدؒ کو لکھتے ہیں۔

"شیخ مقتدا کو چاہیئے کہ اس قسم کے مجذوبِ متمکن کو افادہ عام کی اجازت نہ دے اور اس کو تکمیل و پیری کے مقام پر نہ بٹھائے۔ کیونکہ طالبوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں جن کی استعداد بلند ہوتی ہے اور وہ کمال و تکمیل کی قابلیت اپنے اندر بدرجہ اتم رکھتے ہیں۔اس مجذوب کی صحبت میں اگر آجائیں تو احتمال ہے کہ ان کی استعداد ضائع ہو جائے اور قابلیت بھی ختم ہو جائے۔

مثلاً وہ زمین جس میں گندم کی کاشت کی عمدہ قابلیت ہے اگر اس میں گندم کا اچھا بیج ڈالا جائے تو بیج کی استعداد کے اندازہ کے مطابق پیداوار اچھی ہو گی اور اگر اس زمین میں خراب گندم یا چنے کا بیج ڈال دیا جائے تو اچھی کاشت تو کجا اسکی پیداوار کی استعداد بھی مسلوب اور ضائع ہو جائے گی۔ اور اگر بالفرض شیخ مقتدا اسکو اجازت دینے میں کوئی بہتری و مصلحت دیکھے اوراس میں فائدہ پہنچانے کی کوئی معنویت پائے تو اُسکے افادہ کو بعض شرائط وقیود کے ساتھ مقید کر دے مثلاً افادہ کے طریق پر طالب کی مناسبت کا ظاہر ہونا اوراُس کی صحبت میں طالب کی استعداد کا ضائع نہ ہونا اور اس کی اِقتداء و ریاست میں اس کے نفس کا سرکش نہ ہونا۔ کیونکہ تزکیۂ نفس نہ ہونے کی وجہ سے اُس سے ہوائے نفسانی زائل نہیں ہوئے اور جب اس (مجذوبِ متمکن) کو معلوم ہو جائے کہ طالب اس سے انتہائی

فائدہ حاصل کرچکا ہے اور اس طالب کی استعداد میں ابھی ترقی کی قابلیت موجود ہے تو اس کو چاہیئے کہ اُس پر اس معنی کو ظاہر کر کے رخصت کر دے تا کہ وہ اپنا کام کسی دوسرے شیخ سے مکمل اور پورا کرلے اور اپنے آپ کو منتہی نہ جانے اور اس حیلہ و بہانہ سے لوگوں کی رہزنی نہ کرے۔ اور اس طرح کی اور شرائط جو اس کے وقت اور حال کے مناسب ہو اس کے سامنے بیان کر دے اور ان باتوں کی وصیت کرکے اس کو اجازت دے دے"

یہاں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مجذوب متمکن کے بارے میں بات کی جس کو جذب تو حاصل ہوتا ہے لیکن سلوک طے نہ کرنے کی وجہ سے اس کے نفس کی اصلاح ابھی نہیں ہوئی ہوتی ہے ۔یہی بات نسبت انعکاسی میں بھی ہوتی ہے کہ نسبت اصلاحی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے اس کے نفس کی اصلاح ابھی نہیں ہوئی ہوتی ، البتہ شیخ کی توجہ اور صحبت سے اس کا دل منور ہوچکا ہوتا ہے۔ بقول حضرت مجدد صاحبؒ کے اگر نفس کی اصلاح نہیں کروائی تو بہت جلد غیر تربیت یافتہ نفس دل کی حالت کو بھی بگاڑ دے گا۔ کیونکہ اگر کسی نفسانی غلطی میں کوئی پڑتا ہے تو دل آواز تو دیتا ہے لیکن جیسے جیسے سالک اس کی بات نظر انداز کرتا ہے اس کی آواز میں کمی آجاتی ہے اور ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ پھر وہ آواز دینا بند کردیتا ہے اور یہی دل کی تباہی ہے اور آدمی اپنی پہلی حالت پہ پہنچ جاتا ہے۔ لیکن یہ صورت پہلے سے زیادہ خطرناک ہوسکتی ہے کیوں کہ پہلے وہ اصلاح کا طالب تو تھا اور اب اس کا طالب بھی نہیں رہا۔اب اس پر لوگ اگر مصلح کا بھی گمان کریں تو نتیجہ صاف ظاہر ہے یعنی تباہی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین

دوسری جو اہم بات ہے وہ سجادہ نشینی ہے۔ کسی بڑے پیر صاحب کے بیٹے اگر اس راہ کا طالب تو نہ ہوں لیکن اس کے دنیاوی فائدے دیکھ چکے ہوں تو ان فائدوں کو حاصل کرنے کے لیے اس راستے کا ظاہر میں دم بھرنے لگتے ہیں۔دوسری طرف اگر اس پیر صاحب کے خلفاءان کی صاحبزادگی کی وجہ سے

اس کو ان کے والد صاحب کے مسند پر اس اُمید سے بٹھادیں کہ کام کرتے کرتے ٹھیک ہوجائے گا تو اس میں ایک بات ہم بھول سکتے ہیں وہ یہ کہ پہلے دور میں حیا کا غلبہ تھا اس وجہ سے جب کام ذمے پڑجاتا تھا اور اس کا اہل نہ ہوتا تو چپکے چپکے اپنی اصلاح کے لیے کوشش کرکے اپنی ضروری اصلاح کروادیتا۔ اس لیے اگر گزشتہ بزرگوں نے ایسا کیا تھا تو اس میں یہ حکمت تھی لیکن آجکل کے نفسانی خواہشات کی یلغار کے دور میں ایسا گمان کرنا بہت مشکل ہے اس لیے اس صورت سے بچنا از حد لازمی ہے۔اس صورت میں پیر صاحب کے خلفاء کو اپنی اپنی جگہوں پہ کام کرنا چاہیے اور اگر کسی صاحبزادہ میں طلب دیکھی گئی تو اس کی تربیت پہلے کرنی لازم ہوگی ۔ حضرت شاہ ابوسعیدؒ کی مثال اس میں سامنے رکھنا ضروری ہوگی۔

تیسری بات جو آج کل بہت اہم ہوگئی ہے وہ یہ کہ نفس کی اصلاح کا انتظام اتنا نہیں کیا جاتا ۔ نفس کی تین بڑی خواہشات ، معاشرے میں بڑا مقام ، لذات اور مال کا حاصل کرنا جب تک قابو میں نہ آئی ہوں اس وقت تک ان چیزوں کا کسی کے حوالے کرنا اس کو تباہ کرنے کے مترادف ہے۔ایک بزرگ نے احقر کو یہ بات یوں سمجھائی کہ شکاری کتے کا شکار اس وقت جائز ہوتا ہے جب وہ اس میں سے اپنا حصہ نہ رکھے یعنی اس میں سے کچھ کھائے نہیں ۔اگر ایسا کرتا ہوا پایا گیا تو پھر اس کا شکار اس وقت تک حرام ہوگا جب تک اس کی تربیت نہ ہو اور اس کے بعد اس کا امتحان لیا جائے اگر کم ازکم تین دفعہ لگاتار وہ اس میں اپنا حصہ نہ رکھے تو اس کا شکار جائز ہوگا ورنہ نہیں ۔تو ہم جب سالکین کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں تو اس میں ہمیں اپناحصہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے لیے اس کو بلانا چاہیے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مناسب

مجاہدات کا بندوبست ضروری ہے۔ نقشبندیہ سلسلے کے علاوہ باقی سلاسل میں تو ابتدا ہی نفس کے سلوک طے کرنے سے ہوتی تھی لہٰذا اس میں مجاہدہ کا بڑا کردار ہوتا تھا اور نقشبندیہ سلسلے میں جذب کے بعد سلوک کی تکمیل پر حضرتؒ نے مذکورہ مکتوب شریف میں جو بصیرت افروز کلام کیا ہے وہ نقشبندی حضرات کے سامنے ہونا ضروری ہے۔

"اور چونکہ طریقہِ عالیہ نقشبندیہ میں جذب سلوک پر مقدم ہے، یعنی یہاں جذب پہلے ہوتا ہےاور سلوک بعد میں طے کرایاجاتا ہے۔اس لیے اس طریقے کے مجذوبوں کو جو سلوک کی دولت سے مشرف نہیں ہوئے اُن کو اس قسم کا خیال اور وہم بہت زیادہ لاحق ہوتا ہےاور اُن میں ایک جماعت جس کو مقامِ جذبہ میں منقلب احوال حاصل ہو جاتے ہیں‌اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف چلے جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ سلوک کی منازل قطع ہو گئیں‌اور سیر الی اللہ کے راستے طے ہو گئے اور ان تبدیلیوں سے اپنے آپ کو مجذوب سالک خیال کر بیٹھتے ہیں، اس لیےخاطرفاتر دل میں آیا کہ جذبہ اور سلوک کے بیان میں اُن دونوں مقاموں کے فرق کےبارے میں کچھ فقرے لکھے جائیں،نیز وہ خاصیتیں بھی لکھی جائیں جو ایک کو دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں۔ (۱) جذبِ منتہی اور (۲) جذبِ مبتدی کےدرمیان فرق اور مقام تکمیل ارشاد کی حقیقت اور دوسرےعلوم جو اس مقام کے مناسب ہیں بیان کیے جائیں "لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ۔" تاکہ حق کا حق ہونااور باطل کا باطل ہوناثابت کر سکیں اگرچہ مجرم ناراض ہوں۔ اب میں سبحان و تعالیٰ کی توفیق سے اس بیان کو شروع کرتا ہوں‌اور وہی سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے اور وہی سب سے اچھا کارساز ہے اور سب سے اچھا وکیل ہے یہ

مکتوب دو مقصود اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے ۔مقصد اول میں ان معارف کا بیان ہے جو "مقام جذبہ" سے متعلق ہے اور ثانی کو" مقام سلوک "سے تعلق ہے اور خاتمہ میں اُن بعض متفرق علوم ومعارف کا ذکر ہے جن کا جاننا طالبوں کے لیے ضروری ہے۔

مقصد اول : جاننا چاہیے وہ مجذوب جنہوں نے سلوک کو مکمل طے نہیں کیا اگرچہ جذب قوی رکھتے ہوں اور خواہ کسی بھی راستے سے منجذب ہوئے ہوں وہ اربابِ قلوب کے گروہ میں داخل ہیں کیونکہ بغیر سلوک کے اور تزکیہءِ نفس کے وہ مقام قلب سے آگے نہیں گزر سکتےاور مُقَلَّبِ قَلْبْ یعنی حق تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتے۔ ان کا جذب، انجذابِ قلبی ہے اور ان کی محبت عرضی ہے ذاتی نہیں ہے،غرضی ہے ۔اصلی نہیں ہے۔کیونکہ نفس اس مقام میں روح کے ساتھ ملا ہوا ہے، اور اس کا نفس ابھی جاگا ہوا ہے۔یعنی اُس کو تزکیہ ابھی نہیں ہوا۔اور ظلمت اور نور اس معاملے میں مخلوط ہیں۔ اور جب تک روح مطلوب کی طرف توجہ کرنے کے لیے نفس سے مجرد اور آزاد نہ ہو جائے اور نفس روح سے جدا ہو کر بندگی کے مقام پر نیچے نہ آ جائے۔ اُس وقت تک مقام قلب کی تنگی سے مکمل طور پر نہیں نکل سکتے اور مُقَلَّبِ قَلْبْ تک نہیں پہنچ سکتے اور مطلوب کی طرف روحی انجذاب حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب تک یہ دونوں نفس و روح حقیقت میں جمع ہیں۔ حقیقت جامع قلبیہ محکم اورغالب ہے خالص روح کا انجذاب متصور نہیں۔ اور نفس کا روح سے خلاصی پانا سلوک کے منازل کو طے کرنے اور سیر الی اللہ کے راستے طے کرنے اور سیر فی اللہ سے متعارف ہونے کے بعد ہے۔بلکہ فرق بعد الجمع کا مقام حاصل ہونے کے بعد ہے جس کا تعلق سیرعنِ للہ بااللہ سے ہے،صورت پذیر نہیں ہوتا۔ یعنی

روح، نفس سے آزادی حاصل نہیں کر سکتی۔"

پس آج کل کے نقشبندی حضرات جب 35 اسباق مکمل کرتے ہیں تو ان کو کامل سمجھا جاتا ہے۔اس میں اس بات کی تصحیح بہت ضروری ہے کہ یہ تب ہے کہ جب سالک پہلے سے ہی شریعت مطہرہ پر چل رہا ہو یعنی اس کے شرعی مجاہدات کامل ہوں ۔اس کی عبادات ، معاملات ،معاشرت اور اخلاق صحیح ہوں کیونکہ یہ 35 اسباق ان میں جان پیدا کرنے کے لیے ہیں ۔اگر شریعت کے ان چار امور پر عمل میں کمزوری ہو تو اس کمی کو دور کرنے کے لیے علاجی مجاہدہ ضروری ہوگا بصورت دیگر اس کے نفس کا سلوک ناتمام متصور ہوگا۔اس صورت میں اس کو خلافت اور اجازت دینا اسے نفس کے بھیڑیے کے سامنے ڈالنا ہوگا۔یہی وہ بات ہے جس کی وجہ سے ہم آج کل یہ حالات دیکھ رہے ہیں۔اے کاش ہم اس کے تدارک کے بارے میں کچھ سوچیں ورنہ جو ہوگا اس کا ہم شاید سوچ بھی نہیں سکتے ۔

چشتی سلسلے کے حضرات کو زیادہ نقصان سماع کے اندر افراط سے ہوا ہے۔ان میں جن حضرات کا تعلق اہلِ حق اور اہل علم چشتی مشائخ کے ساتھ ہوا ہے وہ تو بچ گئے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ان غلطیوں سے بچایا ہے لیکن باقیوں میں بہت کم اس سے بچے ۔پہلے پہلے وہ اس کو شاید اتنا مضر نہ سمجھ سکے اس وجہ سے اس میں پڑ گئے بعد میں جب مریدین کو اس کا چسکا پڑ گیا تو ان کے لئے پھر اس سیلاب کو روکنا ممکن نہیں رہا۔اسلام آباد کے اس علاقے میں ایک بہت بڑے چشتی بزرگ کی محفل میں ایک قوال نے ہاتھ کو حرکت دی تو اس پر حضرتؒ اس قوال سے اتنے ناراض ہوئے کہ اس پر اپنی محفل میں آنے پر ہمیشہ کے لئے پابندی لگادی کہ تو نے ڈوموں جیسی حرکت کیوں کی ۔ بعد میں اس بزرگ کے تیسری پشت

میں سجادہ نشین مزامیر کے ساتھ سماع کی محفلیں جما رہے ہیں۔اب تو ایسے چشتی حضرات ایسی سماع کو چشتی سلسلے کا جزولاینفک سمجھتے ہیں حالانکہ سماع کے بارے میں سب سے زیادہ مشہور چشتی بزرگ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اس کے لئے چار شرائط ضروری سمجھتے ہیں۔وہ یہ کہ کلام عارفانہ ہو ،سامعین عارفین ہوں اور ان میں کوئی عورت اور بچہ نہ ہو۔پڑھنے والا بھی عارف ہو اور موسیقی کے آلات کا استعمال اس میں نہ ہو۔

قادری سلسلے والے حضرات کو الا ماشاء اللہ زیادہ نقصان حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی محبت کے افراط سے ہوئی ۔ یہ حضرات، حضرت کی محبت میں اس حد تک بڑھ گئے کہ حضرت کو خدائی صفات میں شریک کیا۔سلسلے کو رسومات کا ایک چیستان بنادیا اور صلوٰۃ غوثیہ تک رائج ہوا۔بندہ زِعم آذاد کن یا شیخ عبد القادر کا غیر محتاط استعمال بہت عام ہوگیا۔سجادہ نشینوں میں غلط سماع بھی عام ہوگیا ہے۔خدا کی شان کہ حضرتؒ کی قلم سے "غنیۃ الطالبین" میں وہ توحید بیان ہوئی کہ کیا بات ہے۔ اس لئے اگر کوئی حضرتؒ کے ساتھ واقعی محبت کررہا ہے تو اس کو" غنیۃ الطالبین" ضرور پڑھنی چاہیئے تاکہ اس سلسلے میں اس کو حضرتؒ کا عقیدہ اور ذوق معلوم ہوجائے۔

سہروردی سلسلہ جو کسی وقت پاکستان کا انتہائی معروف سلسلہ ہوتا تھا ایسا ہوگیا کہ اس کی تربیت کا طریقہ ہی گم ہوگیا بس اب سجادہ نشینوں کے ہاں چند رسوماتِ خانقاہی باقی ہیں۔

یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جن بنیادی احتیاطوں کا اوپر ذکر ہوا ہے ان سے بچنے کا خیال نہیں رکھا گیا۔اس لئے اب ہمیں ایک معیار ایسا قائم کرنا چاہیئے جس میں ان تمام بے احتیاطیوں سے بچت ہو۔ابتدائی طور

پر اس کے لئے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ:

1 :- نسبت انعکاسی پر اجازت دینے سے اجتناب کیا جائے بلکہ نسبت اصلاحی کا انتظار کیا جائے۔

2 :- اگر کسی وقت کسی سے فائدہ کا امکان ہو تو اس کو ابتدائی طور پر مجاز صحبت بے شک بنایا جائے۔ جیسا کہ حضرت مجدد صاحبؒ نے ان حالات میں شیخ بیعت کے بجائے شیخ تعلیم کا فرمایا ہے۔ ان کی اصلاح کا عمل جاری رہے اور اپنی نگرانی میں اس سے کام بھی لیتے رہیں۔ اس صورت میں فائدہ تو حاصل ہو گا لیکن نقصان سے بچت ہو گی کیونکہ مجاز بیعت کی اگر اصلاح نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں وہ اصلاح سے بے فکر ہو سکتا ہے جو اس کے لئے زہر ہو گا۔

3 :- سماع کے لئے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے اصول سامنے رکھنا ضروری قرار دیا جائے۔

4:- قادریہ سلسلے کے حضرات اپنے مریدوں کے لئے "غنیۃالطالبین" اور "فیوض یزدانی" کی تعلیم ضروری قرار دیں۔ اس طرح حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی کتاب "عوارف المعارف" کا بھی اچھا ترجمہ کروا کے اس کو شائع کرنے کا بندوبست کیا جائے اور سہروردی خانقاہوں میں اس کی تعلیم ہوا کرے۔

5 :- ہر خانقاہ میں فرضِ عین علم کی تحصیل کا انتظام ہونا ضروری قرار دیا جائے اور سالکین کو اس کے حاصل کرنے کا پابند کیا جائے بلکہ اگر ہو سکے تو ان کا امتحان بھی لیا جائے تاکہ تصدیق ہو سکے کہ انہوں نے اس کو سیکھا ہے۔

6 :- مالی امور میں از حد احتیاط کی ضرورت ہے۔ مریدوں کی اس سلسلے میں خصوصی تربیت کی ضرورت ہے کیونکہ روحانیت کے لئے

یہ زہر کی حیثیت رکھتا ہے۔کم از کم توکل جو واجب ہے وہ یہ ہے کہ انسان حرام میں مبتلا نہ ہو یعنی سوال نہ کرے اور اشراف نفس سے پرہیز کیا جائے۔اس میں دیکھا گیا ہے کہ منجانب اللہ بھی اس کو جانچا جاتا ہے کہ جو اس سے نہیں بچتا تو اس کو دنیا تو ملتی ہے لیکن اس طریقے سے جس سے روحانیت میں کمی ہوتی رہتی ہے۔ اور جو اس سے بچے تو ابتدا میں تو تکلیف کچھ ہو سکتی ہے لیکن بعد میں فتوحات کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

7 :- ایک انتہائی اہم بات بعض اصحاب سلسلہ کا خواتین کے ساتھ اختلاط میں احتیاط نہ کرنا ہے۔ چونکہ خواتین ایسی جگہوں پر عموماً تقدس کا خیال ذہن میں رکھ کر زیادہ احتیاط نہیں کرتیں اس لئے اگر ان کو روکا نہ جائے تو قابل اعتراض حد تک بے حجابی کی حالت میں قریب آسکتی ہیں گوان کے خیال میں ابتدا میں دوسری کوئی بات نہ بھی ہو لیکن پھر بھی نفس و شیطان ایسے موقعوں پر اصحاب سلسلہ کو بھی پہلے بے احتیاط کر لیتا ہے پھر بعد میں مبتلا کر سکتا ہے۔آپ ﷺ کے ساتھ ایک دفعہ ایک نوجوان صحابیؓ تھے اور ایک خاتون آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھ رہی تھی تو آپ ﷺ نے اس نوجوان صحابی کا رخ اپنی انگلی مبارک سے دوسری طرف پھیر دیا۔" إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ" کی آیت بھی ایسے مواقع کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔افسوس ہے کہ کئی جگہ اس کی احتیاط ضروری نہیں سمجھی جاتی۔بعض اصحاب سلسلہ سے جب کسی نے اس میں احتیاط کا کہا تو انہوں نے کہا کہ سوزوکی میں جو مرد اور عورتیں قریب بیٹھی ہوتی ہیں تو اس پر کوئی کیوں اعتراض نہیں کرتا ؟۔ان حضرات کو شاید یہ علم نہیں کہ بعد میں وہی خواتین ان کے بارے میں کیا کہتی ہیں۔ایک سلسلے کی بعض

خواتین نے اسی وجہ سے احقر کی طرف رجوع کیا جس سے بہت تکلیف ہوئی۔ بعض خواتین کے شوہروں نے بھی اس قسم کی شکایت کی۔ الغرض اس مسئلے میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے اللہ نہ کرے کہ ہماری وجہ سے ہمارے سلسلے بدنام ہوجائیں۔

8 :- اس طرح یہ بات بھی ہے کہ آجکل تصاویر اور ویڈیوز کے بارے میں بھی بے احتیاطی پائی جاتی ہے۔ شریعت کے اس کے بارے میں واضح احکامات کے باوجود اس سے تساہل برتنا سمجھ میں نہیں آتا۔ مشائخ چونکہ مقتدا ہوتے ہیں تو انہیں اس میں مبتلا دیکھ کر مریدین اسکو اپنے لئے ایک قوی دلیل بنالیتے ہیں ۔

ابھی حال ہی میں ترکی کے سفر میں وہاں کے ایک بڑے پیر صاحب نے احقر کے ساتھ گروپ فوٹو اتروانے کی خواہش ظاہر کی تو بندے نے عرض کیا کہ بزرگ اس کی اجازت نہیں دیتے۔ بعد میں اس کے مرید نے شکایت کی کہ میں نے ایسا کیوں کیا تو عرض کیا کہ اس سے روحانیت کم ہوتی ہے تو اس نے کہا کہ ہماری تو شیخ کی تصویر دیکھنے سے روحانیت بڑھ جاتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی میرے ساتھی نے جس نے ان کے ساتھ تصویر اتروائی تھی تصدیق کی کہ واقعی میں نے اس کے بعد اپنی روحانیت کم ہوتی محسوس کی ہے۔

9 :- آخری بات جو ہم مشائخ کے سامنے لانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ بعض مشائخ حسن ظن سے ایسے مشہور علماء اور صحیح تحریکوں کے علمبرداروں کو خلافت دے دیتے ہیں کہ جن کا سلوک ابھی شروع بھی نہیں ہوتا ۔ اس میں بظاہر ان کی یہ نیت ہوتی ہے کہ قوی نسبتوں سے دین کے اس کام کو جاری رکھیں اور کسی بھی وقت کم از کم طریقت کے کام سے مزاحم نہ ہوں ۔ لیکن اگر وہ باقاعدہ بیعت لینا شروع کریں تو

اس وقت اس بات کی ضرورت پڑتی ہے کہ وہ اس راہ طریقت سے باقاعدہ گزر چکے ہوں ۔ یہی بات نقشبندی سلسلے کے مشہور شیخ مولانا علی مرتضےؒ بھی فرما چکے تھے جس کی اب قدر محسوس ہو رہی ہے۔ اگر مشائخ کرام ایسے حضرات کو خلافت دیتے ہوئے صاف فرمادیں کہ یہ خلافت صرف نسبت کی تقویت کے لئے ہے بیعت کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس کے لئے سلوک طے کرنا شرط ہے ۔ اس سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ نیز مشائخ آج کل اگر اجازت تحریری دیا کریں تو اس سے ایک اور فتنے کا سدباب ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض لوگ مشائخ کے ساتھ رسمی ظاہری تعلق کو بنیاد بنا کر شیخ کی وفات کے بعد یہ مشہور کرادیتے ہیں کہ وہ ان کا خلیفہ ہے حالانکہ وہ محض جھوٹ ہوتا ہے جیسا کہ ایک صاحب حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی طرف اپنی ایسی نسبت کر رہے ہیں حالانکہ حضرتؒ کے بیٹے اس سے انکاری ہیں اور اس شخص کے اعمال بھی حضرتؒ کے بیٹوں کے حق میں گواہی دے رہے ہیں ۔

تمام مشائخ کرام سے عاجزانہ گزارش ہے کہ ان معروضات پر غور فرما کر اس اصلاحی نظام کو زیادہ سے زیادہ محفوظ بنانے کے لئے اپنی آراء اور تجاویز سے آگاہ فرمائیں اور اگر موجودہ تجاویز سے اتفاق ہو تو مطلع فرما کر ممنون فرما کر اس کو آگے بڑھائیں ۔ اس فکر کو عام کرنے کے لئے مشائخ کرام کا باہمی رابطے کی جو آجکل ممکن صورتیں ہوسکتی ہیں ان کے بارے میں بھی رہنمائی کی درخواست ہے۔ اللہ تعالی ہمارا حامی و ناصر ہو۔

سید شبیر احمد کاکاخیل

خادمِ سلوک و طریقت

خانقاہ امدادیہ راولپنڈی

ہمارے لئے ہمارے اکابر کی نصیحتیں

حضرت جنیدؒ کا ارشاد ہے "مخلوق پر سب راستے بند ہیں سوائے اس کے جو رسول اللہ ﷺ کے قدم بقدم چلے۔"

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے فرمایا: "متابعت پیغمبر ﷺ کی ضروری ہے قولاً، فعلاً و ارادتاً اس لئے کہ محبت خدا تعالیٰ بے متابعت حضرت محمد ﷺ کے نصیب نہیں ہوتی۔"

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا: "جو آدمی شریعت پر قائم ہوا اور جو کچھ احکام شرع کے ہیں ان کو بجا لایا اور سر مو تجاوز نہیں کرتا تو اس کا مرتبہ آگے بڑھتا ہے یعنی تمام ترقیاں اس پر موقوف ہیں کہ شریعت پر ثابت قدم رہے۔"

خانقاہوں کے لئے بعض چھوٹی چھوٹی لیکن مفید کتابیں۔

1:- زبدۃ التصوف

2:- تصوف کا خلاصہ

3:-طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی جدید ترتیب

4:-حقیقت جذب و سلوک۔

ملنے کا پتہ۔ مکان نمبر: 1 /1991-CB گلی نمبر 4 ،بالمقابل جامع مسجد سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نزد آشیانہ چوک ویسٹریج اللہ آباد ویسٹریج 3 راولپنڈی۔

فون نمبر:- 0332-5289274